بداية المجتهد ونهاية المقتصد

مولانا نورالرحمان ہزاروی (ناظم تعلیمات جامعہ ندوۃ العلم کراچی)

''وہ کتابیں اپنے آباء کی......'' کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع ومصادر اور مآخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ علامہ ابن رشدؒ کی شہرۂ آفاق تفسیر ''بداية المجتهد ونهاية المقتصد'' کا سیر حاصل تعارف نذر قارئین ہے۔ ——————— (مدیر)

کچھ مؤلف کے بارے میں: علامہ ابن رشدؒ جلیل القدر محدث، پایہ کے فقیہ، اصولی اور امام الفلاسفہ ہیں، ان کا نام، نسب اور نسبت محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد بن رشد قرطبی اندلسی ہے، کنیت ابوالولید اور لقب ابن رشد ہے۔ لقب سے ہی وہ زیادہ جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ۵۲۰ھ بمطابق ۱۱۲۶ء کو اندلس کے عظیم شہر قرطبہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ ان کا تعلق اندلس کے متدین عرب گھرانہ سے تھا، اس خاندان میں نابغۂ روزگار علماء گذرے ہیں۔ انھوں نے حدیث، فقہ، طب، حکمت وغیرہ تمام علوم وفنون اپنے زمانہ کے سرآمد روزگار ائمہ علم سے پڑھے، حدیث شریف اپنے والد سے پڑھی، پوری مؤطا انہیں زبانی حفظ تھی۔ ان سے فیض یاب ہونے والوں کی تعداد بھی بہت بڑی ہے جن میں کئی عبقری اہل علم شامل ہیں۔

علامہ ابن رشدؒ کو طب، فقہ، علم کلام، علم فلک، علوم عربیہ اور فلسفہ سمیت متعدد علوم وفنون میں مہارت اور مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ طب اور فقہ میں وہ ضرب المثل اور فلسفہ میں امام تھے، انہیں فلسفیٔ اسلام کہا جاتا ہے، امام غزالیؒ کی لاجواب کتاب ''تهافت الفلاسفة'' جس کا سو سال تک کوئی جواب نہیں دے سکا تھا، علامہ ابن رشدؒ نے فلاسفہ کی لاج رکھتے ہوئے ''تهافت التهافت'' کے نام سے اس کا زبردست رد لکھا۔

ان کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ علامہ ابن رُشدؒ نہایت خود اعتماد اور اجتہادی صلاحیتوں سے متصف تھے، وہ عمدہ اخلاق وصفات کے حامل، نہایت متواضع اور نرم مزاج انسان تھے۔ فکر ثاقب کے مالک، دوراندیش، اصابت رائے سے متصف اور نہایت ذہین وفطین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مطالعہ کے غیر معمولی ذوق وشوق اور محنت کے جذبۂ بیتاب سے نوازا تھا، ان کے بارے میں آتا ہے کہ سن شعور کو پہنچنے کے بعد ان سے کبھی مطالعۂ کتب میں ناغہ نہیں ہوا، سوائے دو راتوں کے، ایک وہ رات جس میں ان کے والد کا انتقال ہوا، دوسری زفاف کی رات۔ ۵۶۵ھ کو وہ اشبیلیہ کے قاضی اور کچھ ہی عرصہ بعد مراکش کے قاضی القضاۃ بنائے گئے۔ ۵۷۸ھ کو انھیں خلیفہ کا طبیب خاص مقرر کیا گیا۔ مگر انھوں نے ان عہدوں کو اپنی علمی مصروفیات میں کبھی حائل نہیں ہونے دیا، اسی عرصہ میں انھوں نے

فقہ، اصول فقہ، نحو، طب، حکمت وغیرہ مختلف علوم وفنون میں درجنوں بیش بہا کتب تصنیف کیں۔ ان کی کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں: ❶ بداية المجتهد و نهاية المقتصد ❷ الكليات، یہ طب میں ہے ❸ مختصر المستصفى ❹ تهافت التهافت ❺ الضروري في النحو ❻ فصل المقال فيما بين الحكمة والشريعة من الاتصال ❼ الكشف عن مناهج الأدلة في عقائد الملة'' وغیرہ۔ بدقسمتی سے ان کی اکثر کتب زمانہ کی خورد برد کی نذر ہوگئیں، تاہم ''بداية المجتهد'' جیسی کچھ کتابیں محفوظ رہیں۔ خلیفہ منصور کے ساتھ ان کے بہت اچھے اور مضبوط تعلقات تھے، مگر یہ تعلق زیادہ عرصہ نہ رہ سکا، ان پر حاسدین نے الحاد وزندقہ کا الزام لگایا، جس پر منصور نے انھیں مراکش کی طرف جلاوطن کردیا اور ان کی کئی کتابیں جلاڈالیں۔ کچھ عرصہ بعد منصور ان سے دوبارہ راضی ہوگیا اور انھیں وطن واپس آنے کی اجازت دے دی، مگر موت نے انھیں وطن واپس جانے نہ دیا اور ۹ صفر ۵۹۵ھ کو مراکش ہی میں وہ آخرت سدھار گئے، اس وقت ان کی عمر اسی سال تھی۔ ان کا جسد خاکی ان کے آبائی وطن قرطبہ لایا گیا اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

زیر تبصرہ کتاب ''بداية المجتهد'': علامہ ابن رشدؒ کی تصانیف میں سے جن کتابوں کو مقبولیت حاصل ہوئی، ان میں ''بداية المجتهد ونهاية المقتصد'' اور ''تهافت التهافت'' قابل ذکر ہیں، ان دونوں میں پھر ''بداية المجتهد'' کو جو مقامِ شہرت اور قبول حاصل ہے، وہ ''تهافت التهافت'' کو نہیں۔ علامہ ابن رشدؒ کا اصل مقام دنیا میں ''بداية المجتهد'' ہی نے متعارف کرایا۔ ''بداية المجتهد'' پر تبصرہ سے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ اس کتاب کے نام کی بابت اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کا نام ''كتاب نهاية المجتهد في الفقة'' بتایا ہے، ابن الابار نے کہا ہے کہ اس کا نام ''كتاب بداية المجتهد ونهاية المقتصد في الفقه'' ہے، انگلینڈ کے ''مکتبہ اسکوریال'' میں ابن رشدؒ کی کتب کی فہرست میں اس کا نام یوں لکھا ہوا ہے: ''نهاية المقتصد وغاية المجتهد''۔ عباس محمود عقاد نے علامہ ابن رشدؒ کی سوانح پر ایک کتاب لکھی ہے، اس میں انھوں نے اس کا نام ''بداية المجتهد ونهاية المقتصد'' بتلایا ہے، یہی نام ''النزعة العقلية في فلسفة ابن رشدؒ'' نامی کتاب میں بھی مذکور ہے۔ خود علامہ ابن رشدؒ نے کتاب میں اس کا نام دو جگہوں پر ذکر کیا ہے۔ ایک ''كتاب الحج'' کے آخر میں مختصر طور پر، چنانچہ ان کے الفاظ یوں ہیں: ''......وهو جزء من كتاب المجتهد'' (بداية المجتهد: ۳/۴۰۴)۔ دوسرا ''كتاب الكتابة'' کے آخر میں، چنانچہ انھوں نے فرمایا: ''......ولذلك رأينا أنّ أخصّ الأسماء بهذا الكتاب أن نسمّيه: "كتاب بداية المجتهد وكفاية المقتصد" (بداية المجتهد: ۴۹۶/۵) اس سلسلے میں ظاہر ہے کہ خود مصنفؒ کا قول ہی فیصل اور معتبر ہونا چاہیے کہ وہ تمام نزاعات واختلافات کے لیے قاطع ہے۔

کتاب کی مدت تالیف: تراجم وتاریخ کی جن کتب میں علامہ ابن رشدؒ کی سوانح حیات مذکور ہے، ان میں سے

کسی بھی کتاب میں "بدایة المجتهد" کی مدت تالیف کا ذکر نہیں کیا گیا، البتہ "کتاب الحج" کے آخر میں ان کی ایک عبارت سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ کتاب کی تالیف سے وہ تقریباً ۵۶۴ھ سے کچھ پہلے فارغ ہوئے ہیں اس وقت ان کی عمر تقریباً چونسٹھ سال تھی۔ دراصل شروع میں ان کا "کتاب الحج" کو کتاب میں شامل کرنے کا ارادہ نہیں تھا، مگر کتاب مکمل کرنے کے بعد میں ان کا ارادہ بدل گیا، چنانچہ بعد میں انھوں نے اسے بھی کتاب میں شامل کردیا۔ "کتاب الحج" کے الحاق سے جب وہ فارغ ہوئے تو بدھ کا دن تھا اور ۵۸۴ھ کی جمادی الاولیٰ کی نو تاریخ تھی، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "......وكان الفراغ منه يوم الأربعاء التاسع من جمادى الأولىٰ الذي هو عام أربعة وثمانين وخمس مئة، وهو جزء من كتاب المجتهد الذي وضعته منذ أزيد من عشرين عامًا أونحوها، والحمدلله رب العالمين" (بداية المجتهد: ۴۰۴/۳) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ "کتاب الحج" کے الحاق سے وہ بدھ نو جمادی الاولیٰ ۵۸۴ھ کو فارغ ہوئے، جب کہ کتاب کی تالیف کو تقریباً بیس سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا تھا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کتاب کی تالیف سے ۵۶۴ھ سے کچھ پہلے فارغ ہوئے۔

کتاب میں مؤلف کا طریقہ کار: علامہ ابن رشدؒ نے فقہی مسائل کی توضیح اور ان کے بیان میں نہایت شاندار طریقۂ کار اپنایا ہے، بیان مسائل میں ان کا اسلوب "تفصیل بعد الإجمال" کا ہے۔ کسی بھی مسئلہ کے بیان کے وقت وہ سب سے پہلے اس کو مختلف ابواب و فصول میں منقسم کرتے ہیں پھر ہر باب و فصل کی مختلف عنوانات کے تحت علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "وضوء" سے متعلق مباحث کو انھوں نے پہلے اجمالاً پانچ ابواب میں حصراً منقسم کیا اور فرمایا "إن القول المحيط بأصول هذه العبادة ينحصر في خمسة أبواب: الباب الأول في الدليل على وجوبها، وعلى من تجب، ومتى تجب؟ الثاني في معرفة أفعالها۔ الثالث في معرفة مابه تفعل، وهو الماء۔ الرابع في معرفة نواقضها۔ الخامس في معرفة الأشياء التي تفعل من أجلها۔ (بداية المجتهد: ۳۴۴/۱)...... بعد ازاں ہر باب کو علیحدہ علیحدہ مفصل طور پر بیان کیا پھر ہر باب کے تحت جتنے بھی مسائل آتے ہیں ان سب کو الگ الگ عنوانات کے تحت بیان کیا، مثلاً باب ثانی ہی کو لے لیں، جو فعلِ وضوء کی معرفت کے بیان میں ہے، اس باب کے تحت انھوں نے الگ الگ عنوانات سے بارہ مسائل مع اختلاف ائمہ و دلائل نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے۔ بعد ازاں تسمیہ فی الوضوء کے حکم سے متعلق ائمہ کا اختلاف مع ادلہ بیان کیا، اس کے بعد مسح علی الخفین کا مسئلہ بھی اسی باب کے تحت بیان کیا۔ مسح علی الخفین سے متعلق انھوں نے الگ الگ عنوانات سے سات مسائل مع اختلاف ائمہ و دلائل نہایت مبسوط انداز سے بیان کیے۔

علامہ ابن رشدؒ کی عادت ہے کہ فقہی مسائل بیان کرتے وقت وہ کسی بھی مسئلہ میں سب سے پہلے تمام ائمہ و فقہاء کی آراء اور ان کے مذاہب بیان کرتے ہیں، فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف کا سبب بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

صحتِ وضوء کے لیے نیت شرط ہے یا نہیں؟ اس بابت اہل علم کا اختلاف بیان کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا: ’’فذهب فريق منهم إلى أنها شرط، وهو مذهب الشافعيؒ، ومالكؒ، وأحمدؒ، وأبي ثورؒ، و داودؒ، و ذهب فريق آخر إلى أنهاليست بشرط، وهو مذهب أبي حنيفةؒ، والثوريؒ...... اس کے بعد اس اختلاف کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’وسبب اختلافهم تردّد الوضوء بين أن يكون عبادةً محضةً أعني غيرمعقولة المعني...... وبين أن يكون عبادةً معقولة المعنى ...... فإنهم لايختلفون أن العبادة المحضة مفتقرة إلى النية، والعبادة المفهومة المعنى غير مفتقرة إلى النية، والوضوء فيه شبه من العبادتين، ولذلك وقع الخلاف فيه‘‘ (بداية المجتهد:۱/ ۳۴۸تا ۳۵۰)

سبب اختلاف بیان کرنے کے بعد وہ ہر امام اور فقیہ کے دلائل بیان کرتے ہیں اور ان دلائل کا مناقشہ کرتے اور ان کا ناقدانہ علمی جائزہ لیتے ہیں۔ پھر جو مسلک ان کے ہاں راجح ہو اس کو ترجیح دیتے ہیں۔ مالکی ہونے کی وجہ سے عموماً امام مالکؒ کی رائے اور مذہب کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کا راجح ہونا نقلی و عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کرتے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں کوئی فقیہ اجماع فقہاء سے ہٹ کر کوئی قول کرے تو اس پر تنبیہ کرتے ہوئے ادلہ و براہین سے اس کا زبردست رد کرتے ہیں۔ مثلاً جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کے لیے زوج اول سے نکاح اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک کہ دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے بعد وہ ساتھ وطی کر کے اسے طلاق نہ دے دے۔ البتہ سعید بن میسبؒ نے جمہور امت سے ہٹ کر ایک علیحدہ رائے اختیار کی ہے، ان کے نزدیک زوج اول کے ساتھ مطلقہ ثلثہ نکاح کے جواز کے لیے صرف عقد ثانی ہی کافی ہے، وطی ضروری نہیں ہے۔ جمہور امت کا مسلک بیان کرتے ہوئے سعید ابن میسبؒ کی رائے کو انھوں نے شاذ قرار دیا اور فرمایا: ’’فإن العلماء كلهم على أن المطلقة ثلاثا لاتحل لزوجها الأول، إلا بعدالوطء، لحديث رفاعة بن سموأل...... وشذ سعيد بن المسيبؒ، فقال: إنه جائز أن ترجع إلى زوجها الأول بنفس العقد لعموم قوله تعالىٰ: ﴿حتى تنكح زوجا غيره﴾ (البقرة: ۲۲۰)، والنكاح ينطلق على العقد (بداية المجتهد:۴/ ۳۹۶۔۳۹۵)...... اسی طرح اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ حلالہ کے لیے صرف التقاء ختانین ہی کافی ہے، انزال ضروری نہیں، مگر حسن بصریؒ انزال کو ضروری سمجھتے ہیں، اس پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’وكلهم قال: التقاء الختانين يحلها، إلاالحسن البصري، فقال: لاتحل إلاّ بوطء بإنزال...... (بداية المجتهد:۴/ ۳۹۷)

ترجیح مذاہب میں علامہ ابن رشد کا انصاف: علامہ ابن رشدؒ اگرچہ امام مالکؒ کے مقلد ہیں، مگر متعصب نہیں ہیں، اندھی تقلید اور مذہبی تعصب سے اللہ تعالیٰ نے انھیں بچا کر رکھا ہے، ان کی کوشش مذہب مالکی کو ترجیح دینا نہیں ہوتی، ان کے پیش نظر دلیل کی قوت ہوتی ہے، اگر دلیل کسی بھی جانب قوی پر تو اس جانب جھک جاتے ہیں۔ اکثر مسائل میں مالکی مذہب کو ترجیح دینا اسی پر مبنی ہے، ان کے منصف ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے

کہ انھوں نے متعدد مسائل میں احناف اور شوافع کے مسلک کو ترجیح دی ہے اور امام مالکؒ کے مذہب کو مرجوح قرار دیا ہے، ''بداية المجتهد'' میں اس کی کئی مثالیں ہیں، چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

❶ کوئی شخص اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں اسے طلاق دے دے، پھر عدت کے اندر ہی رجوع کر لے اور بیوی کو طلاق کا تو پتہ چل جائے مگر رجوع کا پتہ نہ چلے اور وہ انقضائے عدت کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کر لے تو آیا اس کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، امام مالکؒ سے اس بارے میں مختلف روایتیں ہیں، ایک روایت کے مطابق یہ زوج ثانی کی بیوی ہے خواہ اس نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ دوسری روایت یہ ہے کہ زوج ثانی نے اگر اس سے دخول کر لیا ہو تو وہ اس کا حق دار ہے، ورنہ تو یہ زوج اول ہی کی بیوی ہوگی۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ زوج ثانی نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو، یہ بہر صورت زوج اول ہی کی بیوی ہے۔ علامہ ابن رشدؒ نے فریقین کے ادلہ کے مناقشہ کے بعد امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مسلک کو ترجیح دی ہے اور امام مالکؒ کے مذہب کو مرجوح قرار دیا ہے، ان کی عبارت ملاحظہ ہو: ''......وحجة الفريق الأول أن العلماء قد أجمعوا على أن الرجعة صحيحة، وإن لم تعلم بها المرأة...... وهو الأظهر إن شاء الله تعالىٰ، ويشهد لهذا ما خرّجه الترمذي عن سمرة بن جندبؓ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أيما امرأة تزوجها اثنان، فهي للأوّل منهما، ومن باع بيعاً من رجلين، فهو للأوّل منهما'' (بداية المجتهد: ۳۹۳/۴) ❷ اسی طرح قول باری تعالیٰ ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلثة قروء﴾ میں قروء سے مراد اطہار ہیں یا حیض۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ وغیرہ حضرات کے نزدیک قروء سے مراد اطہار ہیں، جب کہ امام ابوحنیفہؒ اور دیگر بعض فقہاء کے نزدیک قروء سے مراد حیض ہیں۔ علامہ ابن رشدؒ نے جانبین کے ادلہ اور ان کے مناقشہ کے بعد امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو راجح قرار دیا، ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں: ''ولكلا الفريقين احتجاجات طويلة، ومذهب الحنفية أظهر من جهة المعنى، وحجتهم من جهة المسموع متساوية أو قريب من متساوية'' (بداية المجتهد: ۴۰۳/۴)

علامہ ابن رشدؒ اپنی رائے کو حرف آخر کہتے ہیں نہ اپنی معلومات کو کامل سمجھتے ہیں، انھوں نے خود کہا ہے ''نقلِ مذاہب وغیرہ میں مجھ سے وہم ہو سکتا ہے، اگر کسی کو میرے وہم پر اطلاع ہو جائے تو میری طرف سے اسے اصلاح کی اجازت ہے''۔ ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں: ''وأكثر ما عولت عليه فيما نقلته من نسبة هذه المذاهب إلى أربابها، هو كتاب الاستذكار، وأنا قد أبحت لمن وقع منه ذلك على وهم لي أن يصلحه، والله المعين والموفق ''......ایک مقام پر اپنی معلومات کے ناقص ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وفروع هذا الباب كثيرة، لكن الذي حضر منها الآن في الذكر هو ما ذكرناه، ومن وقعت له من هذا الباب مسائل مشهورة الخلاف بين فقهاء الأمصار، وهي قريبة من المسموع، فينبغي أن تثبت في هذا الموضوع''۔

وہ مصادر جن سے کتاب میں استفادہ کیا گیا: علامہ ابن رشدؒ نے ''بدایة المجتهد'' میں مختلف فنون و علوم کی بے شمار کتب اور مصادر سے استفادہ کیا، مگر کتاب میں وہ ان مصادر کا حوالہ دینے کا اہتمام نہیں کرتے، البتہ بعض کتب کا انھوں نے ضرور حوالہ دیا ہے اور جا بجا دیا ہے، مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ لگتا ہے انھوں نے اکثر استفادہ انہی بعض کتب سے کیا ہے، جن کتابوں کا وہ اکثر حوالہ دیتے رہتے ہیں، ان میں ایک ''کتاب الاستذکار'' ہے، تدوینِ مسائل کے سلسلے میں وہ اپنے جد امجد کی کتاب ''المقدمات'' کا حوالہ بھی دیتے رہتے ہیں، ایک اور مصدر ''مختصر ماليس في المختصر'' کا حوالہ بھی وہ ذکر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اور مصدر کی طرف بھی انھوں نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے: ''ذكره أبو عبيد في كتابه في الفقه وخرّجه''...... یہ تو وہ مصادر و مراجع ہیں جن کی انھوں نے خود کتاب میں تصریح کی ہے، ورنہ جن مصادر سے انھوں نے استفادہ کیا ہے، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، مصادر کی کثرت کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے، آخر وہ عالم اسلام کے علمی گہوارے اندلس کے باسی تھے، جہاں ہر طرف علم کی رونقیں اور عظیم کتب خانوں کی بہتات تھی۔

''بداية المجتهد'' میں مذکور بعض اصطلاحات کی وضاحت: علامہ ابن رشدؒ نے کتاب میں جا بجا کچھ اصطلاحات استعمال کی ہیں، ''بداية المجتهد'' کے قاری کے لیے ان سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ کتاب سے استفادہ کرنے میں اسے الجھن نہ ہو، ان میں سے کچھ اصطلاحات یہ ہیں:

(۱) اتفاق و اجماع: علامہ ابن رشدؒ کتاب میں اکثر اتفاق اور اجماع کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں، اکثر مقامات پر وہ دونوں کے درمیان فرق کرتے ہیں، کہیں وہ اتفاق کا لفظ استعمال کر کے اس سے اجماع اصطلاحی مراد لیتے ہیں۔ مثلاً: ''كتاب الطهارة'' کے شروع میں انھوں نے فرمایا: ''إنّه اتفق المسلمون على أن الطهارة الشرعية طهارتان: طهارة من الحدث، وطهارة من الخبث'' (بداية المجتهد: ۱/۳۳۳) اس عبارت میں اتفاق سے ان کی مراد اجماع اصطلاحی ہے۔ اسی طرح کبھی کبھار وہ ''اتفاق'' کی جگہ ''اجماع'' کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں، مثلاً ان کی یہ عبارت ملاحظہ ہو: ''وأجمع العلماء على أن جميع أنواع المياه طاهرة في نفسها، مطهّرة لغيرها'' (بداية المجتهد: ۱/۴۴۴) بسا اوقات وہ ''اتفق العلماء'' اور ''اتفق المسلمون'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، یہاں بھی وہ دونوں میں فرق کرتے ہیں، جہاں مسئلہ اتفاقی ہو اور غیر اجتہادی اور عام فہم سا مسئلہ ہو وہاں ''اتفق المسلمون'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور اگر مسئلہ اتفاقیہ خالص علمی ہو تو وہاں ''اتفق العلماء'' کی تعبیر استعمال کرتے ہیں، مگر اس اصول اور ضابطہ کے وہ پوری کتاب میں ہر جگہ پابند نہیں رہے، بسا اوقات وہ بطور تفنن تعبیریں بدلتے ہیں اور مقصود ان سے محض اجماع ہوتا ہے۔

(۲) علماء، فقہاء: علامہ ابن رشدؒ ''بدایة المجتهد'' کبھی علماء کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کبھی فقہاء کا، دونوں سے ان کی مراد علیحدہ علیحدہ ہے۔ ''فقہاء'' سے مراد صرف علم فقہ سے وابستگی اور شغل رکھنے والے اہل علم ہیں، جب کہ ''علماء'' کا لفظ عام ہے جو فقہاء اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین دونوں کو شامل ہے۔ اگر مسئلہ ایسا ہو جو خالص فقہی نہ ہو اور فقہاء کے ساتھ خاص نہ ہو تو وہاں وہ ''اتفق العلماء'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اگر مسئلہ خالصتاً فقہی ہو تو وہاں ''اتفق الفقهاء'' کی تعبیر استعمال کرتے ہیں۔

(۳) اثر: علامہ ابن رشدؒ نے حدیث مبارک سے استدلال کرتے وقت ''أثر'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ''أثر'' سے مراد ان کی حدیث ہوتی ہے خواہ مرفوع حدیث ہو، موقوف ہو یا مرسل۔

(۴) ''حدیث ثابت'': علامہ ابن رشدؒ فرماتے ہیں: ''متی قلت: ثابت، فإنّما أعني به ماأخرجه البخاريؒ، أومُسلم، أوما أجمعاعليه ''۔ یعنی ''حديث ثابت'' سے ان کی مراد وہ حدیث ہے جو صحیح بخاریؒ میں ہو یا صحیح مسلمؒ میں یا دونوں میں۔

(۵) کتاب وسنت سے استدلال کے بعد اجماع سے استدلال: علامہ ابن رشدؒ کی عادت ہے کہ وہ اکثر وبیشتر کسی مسئلہ کے لیے جب قرآن وسنت سے استدلال کرتے ہیں تو اس کے بعد اجماع سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً وضوء کس پر واجب ہے، اس بابت فرماتے ہیں: وأمّا من يجب عليه: فهو البالغ العاقل، وذلك أيضاً ثابت بالسنة، والإجماع۔ أمّا السنة: فقوله عليه السلام: "رفع القلم عن ثلاث"، فذكر: "الصّبيّ حتّى يحتلم، والمجنون حتى يفيق" وأمّا الإجماع: فإنه لم ينقل في ذلك خلاف" (بداية المجتهد: ۱/۳۴۳)...... کتاب وسنت سے استدلال کے بعد اجماع سے استدلال کرنے سے مقصود تاکید اور ادلہ کی تقویت ہے۔

(۶) مسائل تجري مجرى الأصول والقواعد: علامہ ابن رشدؒ کی کتاب میں عادت مستمرہ ہے کہ وہ کوئی بھی موضوع زیر بحث لانے سے قبل اس طرح کی تعبیر استعمال کرتے ہیں: ''مسائل تجري مجرى الأصول والقواعد'' مثلاً پانی کے مباحث ومسائل پر بحث کرنے سے پہلے انھوں نے فرمایا: ''واختلفوا من ذلك في ست مسائل تجري مجرى القواعد والأصول لهذا الباب ''(بداية المجتهد: ۱/ ۴۴۸) اسی طرح نواقض وضوء کے مباحث ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ويتعلق بهذا الباب مما اختلفوا فيه سبع مسائل تجري منها مجرى القواعد لهذا الباب ''(بداية المجتهد: ۱/۴۸۲)...... ان مسائل سے مراد ان کی وہ مسائل ہیں قرآن وسنت میں مذکور ہیں خواہ صراحتاً یا اشارۃً وضمناً، پھر خواہ وہ مسائل اتفاقی ہوں یا اختلافی، ان کے اپنے الفاظ میں ان کی یہ وضاحت ملاحظہ فرمائیں: ''وهذه المسائل في الأكثر هي المسائل المنطوق بها في

الشرع، أو تتعلق بالمنطوق به تعلقاً قريباً، وهي المسائل التي وقع الاتفاق عليها، أو اشتهر الخلاف فيها بين الفقهاء الإسلاميين من لدن الصحابة۔ رضي الله تعالىٰ عنهم۔ إلى أن فشا التقليد''۔ (بداية المجتهد:١/ ٣٢٥)

کتاب کے ایڈیشن: اس وقت اس کتاب کا ہمارے سامنے ایک نسخہ ہے جو شیخ علی محمد معوض اور شیخ عادل احمد عبدالموجود کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ہے، یہ نسخہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ محققین حضرات نے کتاب پر تحقیقی وتعلیقی کام کرتے ہوئے ''دارالکتب المصریۃ'' میں محفوظ (۲۸۰ نمبر کے تحت مندرج) مخطوطہ کو پیش نظر رکھا ہے، یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد دوسو بہتر (۲۷۲) اور دوسری جلد تین سو چھ (۳۰۶) اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ تیئیس (۲۳) سطور پر مشتمل ہے۔ اس کی طرف انھوں نے ''الأصـــل'' کے رمز کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ محمد علی صبیح کا نسخہ بھی ان کے پیش نظر رہا ہے، نیز حلبی ایڈیشن بھی انھوں نے پیش نظر رکھا ہے۔ جس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے انھوں نے ''ط'' کا رمز استعمال کیا ہے۔ محققین حضرات نے اس ایڈیشن میں جو تحقیقی وتعلیقی کام کیا ہے، وہ درج ذیل ہے:

❶ کتاب کے شروع میں ایک طویل مقدمہ ہے جس میں فقہاء اسلام کے درمیان اختلاف کے اسباب، مختلف مذاہب کے تعارف، علم اصول فقہ کی اہم مصطلحات، علامہ ابن رشدؒ اور ان کی کتاب کے تحقیقی مطالعہ کے نتائج پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ یہ مقدمہ تقریباً تین سو تیئیس (۳۲۳) صفحات پر مشتمل ہے۔ ❷ کتاب کا اصل مخطوطہ سے موازانہ اور تقابل کیا گیا، جہاں تصحیح کی گئی وہاں متن میں صحیح لفظ درج کرنے کے بعد حاشیہ میں اس کا مخالف یعنی غلط لفظ بھی درج کیا گیا ہے، نیز نسخوں کے اختلاف کو بھی حاشیہ میں واضح کیا گیا ہے۔ ❸ آیات قرآنیہ کی تخریج کی گئی ہے۔ ❹ احادیث نبویہ اور آثار کی تخریج کی گئی ہے۔ ❺ آیات واحادیث اور دیگر مشکل اور مشتبہ الفاظ پر حرکات وسکنات لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ❻ کتاب میں مذکور ائمہ، فقہاء اور دیگر رجال علم کا تعارف کیا گیا ہے۔ ❼ کتاب میں مذکور بعض غریب الفاظ کی وضاحت اور تشریح کی گئی ہے۔ ❽ چاروں مذاہب کی فقہی اصطلاحات کی تشریح اور تعارف کیا گیا ہے۔ ❾ بعض فقہی مسائل پر مفید تعلیقات لکھی گئی ہیں۔ ❿ کتاب کی ہر جلد کے آخر میں مضامین کی فہرست کے علاوہ آخری جلد میں مختلف متنوع فہرستیں بنائی گئی ہیں۔ حروف تہجی کے اعتبار سے اطراف احادیثِ مبارکہ کی علیحدہ طویل تفصیلی فہرست ہے، جو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد پوری کتاب کے مضامین کی فقہی ابواب کی ترتیب پر ایک فہرست دی گئی ہے، جو ایک سو پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ فہرست بھی حروف تہجی ہی کی ترتیب سے ہے۔ اس کے بعد مراجع ومصادر کی فہرست دی گئی ہے، جو دس صفحات پر مشتمل ہے۔

☆☆☆